فحتام تمشی فی الملابس رافلا   وحتام تمشی فی المفارش غافلا

هو الموت مرصاد عظیم الشدائد

مبید البرایا واحد ابن واحد[1]

نحن العادل والکتاب بحدیقة   یندولنا انهار ها فنصیح

حتی اذا ما صادنا اقدارنا   غدر اخمنا ساکت وذبیح[2]

صنعت غیر منقوط:۔

ورهط امم ودهم سعاد   الی ما اصله الوسواس عادوا[3]

صنعت منقوط:۔

فشت تشبیب ذی خزی غبی   شقی یبتغی شقی بغی[4]

الٰهی الحی قد سمعت ندائیا   ومن غیرنا خیرا جبت دعائیا

مرضت وقد حار الطبیب تحیرا   نب لحرص والتخمین عالج داعیا

وکدت اذوق الموت خوفا وخشیة   فما کان الا من لدیک شفائیا

لک الحمد یا الله حمدا مؤبدا   یقرب من نعمائک ما کان نائیا

کذالک فادفع ربنا امراض باطنی   وفی الحشر امن رحمتی یا رجا ئیا

وصل علی خیر النبیین احمد   وعترته الاطهار هم شفعائیا[5]

۱۔ تاریخ عباس : ۱ : ۲۳۵

۲۔ ایضاً : ۱ : ۲۴۸

۳۔ ایضاً : ۱ : ۲۵۱

۴۔ ایضاً : ۱ : ۲۵۱

محمد بن بنات الهند في علم النجوم — و منه الشیخ شمس فی العلوم
تمیز فی کل مدحوم مدوم — لتعرفة حال سعد او مشوم
و به قاهر افوق العباد (۲)

کتابیات

اختصارات جو اس مضمون میں استعمال ہوئے ہیں۔

۱۔ ابجد العلوم۔ ابجد العلوم۔ نواب صدیق حسن خاں (عربی) بھوپال المطبعۃ الصدیقیہ ۱۲۹۵ھ / ۱۸۷۸ء)
۲۔ آثار الصنادید سر سید احمد خاں، اردو (دہلی اردو بازار سنٹرل بکڈپو ۱۹۶۵ء)
۳۔ الثورۃ الہندیہ (باغی ہندوستان) عبدالشاہد خاں اردو (بجنور) اخبار مدینہ ۱۹۴۷ء
۴۔ اتحاف، اتحاف النبلاء فی تراجم الکملاء فارسی (کانپور) مطبع نظامی ۱۲۸۹ھ/۱۸۷۲ء)
۵ تاج العروس، تاج العروس من جواہر القاموس۔ سید مرتضیٰ بلگرامی (عربی) (مصر) المطبعۃ الخیریۃ ۱۳۰۶ھ/۱۸۸۸ء)
۶۔ تاریخ عباس، تاریخ عباس مرزا ہادی علی عزیز لکھنوی اردو (لکھنو) مطبع نظامی ۱۳۲۴ھ
۷۔ تذکرۂ بے بہا، تذکرۂ بے بہا فی تاریخ العلماء۔ سید ابو محمد حسین نوگانوی (اردو) دہلی حید برقی پریس ۱۳۳۱ھ/۱۹۱۰ء)
۸۔ تاج اللغات، تاج اللغات۔ محمد اسمٰعیل، فارسی، لکھنو مطبع سلطانی۔
۹۔ تذکرۂ بے نظیر، تذکرۂ بے نظیر، سید عبدالوہاب بخاری (فارسی) (الٰہ آباد سٹی پریس ۱۹۴۰ء)

۲۔ تاریخ عباس: ۱: ۲۲۵

۱۰۔ [illegible]، تذکرۂ [illegible]، سید عبدالغفور شہباز (اردو) لکھنؤ
انسانز پریس ۱۹۱۷ء)
۱۱۔ تذکرہ، تذکرہ علمائے ہند، مولوی رحمٰن علی (فارسی) لکھنؤ نولکشور پریس ۱۹۱۴ء)
۱۲۔ تذکرۂ مشاہیر کاکوری، تذکرۂ مشاہیر کاکوری، حافظ شاہ علی حیدر قلندر
(اردو) لکھنؤ، اصح المطابع ۱۹۲۷ء)
۱۳۔ تراجم علمائے حدیث ہند، ابو یحییٰ امام خان (اردو) دہلی جید برقی پریس ۱۹۳۳ء)
۱۴۔ تقصار، تقصار جیود الاحرار من تذکار جنود الابرار۔ نواب صدیق حسن خان
(فارسی) بھوپال۔ مطبع شاہجہانی ۱۲۹۸ھ)
۱۵۔ تلامذۂ غالب، مالک رام (اردو) دہلی کوہ نور پریس ۱۹۵۷ء)
۱۶۔ جدولیہ، تاریخ جدولیہ، خادم علی فاروقی سندیلوی (اردو) آگرہ مطبع مفید [illegible])
۱۷۔ حدائق، حدائق الحنفیہ، فقیر محمد جہلمی (اردو) لکھنؤ نولکشور ۱۹۳۰ء)
۱۸۔ حدیقۃ الافراح، حدیقۃ الافراح لازاحۃ الاتراح، شیخ احمد یمنی شروانی
(عربی) کلکتہ ۱۳۲۹ھ/۱۹۱۱ء)
۱۹۔ حیات جلیل، حیات جلیل، مقبول احمد صمدنی (اردو) الہ آباد ۱۹۲۹ء)
۲۰۔ خزانۂ عامرہ — غلام نبی آزاد بلگرامی (فارسی) لکھنؤ نولکشور ۱۹۱۷ء)
۲۱۔ دیوان وزیر سندیلوی ۔ دیوان وزیر علی وزیر سندیلوی مخطوطہ عربی
کلکتہ نیشنل لائبریری ۴۳۵)
۲۲۔ ریاض الفردوس، محمد حسین خاں خاں جہاں پوری (لکھنؤ نولکشور ۱۲۸۰ھ)
۲۳۔ زبید احمد THE CONTRIBUTION OF INDIA TO ARABIC LITT
ڈاکٹر زبید احمد (انگریزی) (پنجاب، جالندھر، مکتبہ دین و دانش)
۲۴۔ السبحۃ، سبحۃ المرجان فی آثار ہندوستان، غلام علی آزاد بلگرامی (عربی)

(بمبئی ۱۳۰۳ھ/۱۸۸۶ء)

۲۵۔ سخنوران کاکوری، حکیم نثار احمد علوی (اردو) کراچی ۱۹۷۸ء)

۲۶۔ سرو آزاد — غلام علی آزاد بلگرامی (فارسی) (لاہور مطبع دخانی ۱۹۱۳ء)

۲۷۔ سفرنامہ۔ سفرنامہ لندن مولوی مسیح الدین خاں علوی سفیر شاہ اودھ (اردو مخطوطہ کتب خانہ انور یہ خانقاہ کاظمیہ کاکوری)

۲۸۔ شمع انجمن — نواب صدیق حسن خاں (فارسی) (لاہور مطبعہ دخانی ۱۲۹۲ھ/۱۸۷۵ء)

۲۹۔ عجائب الآثار، تاریخ جبرتی، عجائب الآثار فی التراجم والاخبار (عربی) عبدالرحمٰن بن حسن جبرتی حنفی (مصر، المطبعۃ الازہریۃ ۱۳۰۱ھ)

۳۰۔ غایۃ البیان — شیخ سعد اللہ بن نظام الدین رامپوری (عربی) لاہور مطبع محمدی)

۳۱۔ غدر کے چند علماء — مفتی انتظام اللہ شہابی (اردو) (دہلی، نیا کتاب گھر)

۳۲۔ فارسی بلگرام — سید اصغر علی بلگرامی (فارسی) (حیدرآباد، اعظم اسٹیم پریس ۱۳۴۷ھ)

۳۳۔ فرائد الدہر — کریم الدین بن سراج الدین پانی پتی (اردو) (دہلی مطبع العلوم ۱۸۴۷ء)

۳۴۔ قاموس الاعلام — حکیم سید شمس اللہ قادری (اردو) (حیدرآباد، اعظم اسٹیم پریس ۱۹۳۵ء)

۳۵۔ قضاء الادب — قضاء الادب من ذکر علماء النحو والادب۔ احمد بن علی مارنگ پوری (اردو) آگرہ۔ مفید عام ۱۳۱۶ھ)

۳۶۔ کواکب۔ مسعود انور علوی کاکوروی (علی گڑھ فیض آباد ۱۹۸۰ء)

۳۷۔ گلزار اعظم — نواب محمد غوث خاں اعظم (فارسی) مطبع سرکاری ۱۲۷۲ھ)

۳۸۔ لاہیۃ الہند — لاہیۃ الہند و ریحانۃ الزند۔ امیر رضا حسن خاں علوی (عربی) (کلکتہ ۱۸۴۸ء)

۳۹۔ مآثر الکرام ۔ غلام علی آزاد بلگرامی (فارسی) (آگرہ مطبع مفید عام،
۱۳۲۸ھ / ۱۹۱۰ء)

۴۰۔ مفتاح التواریخ ۔ طامس ولیم بیل (فارسی) (لکھنؤ، نول کشور [illegible])

۴۱۔ نتائج الافکار ۔ قدرت اللہ خاں قدرت گوپاموی (فارسی) (مدراس
مطبع گلشن راج ۱۸۴۳ء)

۴۲۔ نجوم السماء ۔ نجوم السماء فی تراجم العلماء ۔ محمد صادق بن مہدی کشمیری،
(لکھنؤ، مطبع جعفری ۱۲۹۷ھ)

۴۳۔ النزہۃ ۔ نزہۃ ، نزہۃ الخواطر وبہجۃ المسامع والنواظر، علامہ عبدالحی
الحسنی (عربی) (حیدرآباد ۔ دائرۃ المعارف)

۴۴۔ ہدیۃ العارفین ۔ ہدیۃ العارفین، اسماء المؤلفین وآثار المصنفین ۔
اسمٰعیل پاشا بغدادی (عربی) (استانبول المعہد البہیہ ۔ ۱۹۵۱ء ۱۹۵۵

طلاق اور عدّت کے مسائل

قرآن مجید کی روشنی میں

(مولانا شہاب الدین ندوی)

۱۲۔ ظلم و زیادتی کی وجہ سے عورت خلع لے سکتی ہے۔

اس آیت (۲۲۹) کی رُو سے اللہ تعالیٰ نے ہر مسلمان عورت کو خلع حاصل کرنے کا حق بھی عنایت فرمایا ہے۔ جب کہ (۱) میاں بیوی کے تعلقات کشیدہ ہو جائیں اور ان دونوں میں کسی بھی طرح بنتی نہ ہو۔ مگر شوہر طلاق دینے پر آمادہ بھی نہ ہو (۲) یا یہ کہ مرد عورت پر ظلم و زیادتی کر رہا ہو اور اس بناء پر عورت کو اس کے ساتھ زندگی گزارنا دشوار ہو گیا ہو اس طرح کے کسی سبب کی بنا پر جب عورت کو یہ اندیشہ پیدا ہو جائے کہ وہ ازدواجی فرائض ادا نہ کر سکے گی اور مرد کے ساتھ اس کا نباہ نہ ہو سکے گا تو اس صورت میں عورت اگر یہ کہے کہ میں اپنا مہر یا اس کا کچھ حصہ چھوڑ دیتی ہوں اور شوہر اس کے بدلے میں طلاق دے دے تو ایسے معاملے کو "خلع" کہتے ہیں۔

خلع کی صورت میں جو طلاق دی جائے گی وہ رجعی (لوٹا لینے والی) نہیں بلکہ بائنہ (جدا ہونے والی) ہو گی۔ چونکہ عورت نے معاوضہ دے کر

گویا کہ اس طلاق کو خریدا ہے۔ اس لئے شوہر کو یہ حق باقی نہیں رہتا کہ اس طلاق سے رجوع کر سکے۔ البتہ یہی مرد اور عورت اگر پھر دوبارہ ایک دوسرے نکاح کرنے پر راضی ہو جائیں تو ایسا کرنا ان کے لئے بالکل جائز ہوگا۔ واضح رہے کہ خلع اصلاً طلاق ہی ہے، مگر وہ چونکہ عورت کے مطالبے پر دی جاتی ہے اس لئے اس کا نام خُلع رکھا گیا ہے۔

اس سلسلے میں ایک اہم مسئلہ یہ ہے کہ اس قسم کی طلاق (خُلع) میں اگر قصور مرد کا ہو تو پھر "فدیہ" یعنی معاوضہ لینا جائز نہیں بلکہ حرام ہے[24] لیکن اگر قصور عورت کا ہے تو اس صورت میں اپنے دیئے ہوئے مہر سے زیادہ لینا بھی صحیح نہیں ہے۔

تفسیروں میں آتا ہے کہ یہ آیت جمیلہ بنت سہل کے بارے میں نازل ہوئی جو ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں۔ اس واقعہ کے مطابق ثابت بن قیس نے اپنی بیوی کو مہر میں ایک باغ دیا تھا، جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واپس کروا کے ان دونوں کے درمیان خُلع کروا دیا[25] اور بقول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ دورِ اسلام میں اولین خلع تھا۔ بعض حدیثوں میں مذکور ہے کہ کسی عورت کے لئے بلا وجہ خلع حاصل کرنا جائز نہیں ہے۔ بلکہ ایسی عورتوں کو منافقات قرار دیا گیا ہے۔ اس کی تفصیل اگلے باب میں حدیث ۱۲ کے تحت ملے گی۔

خلع مرد اور عورت کے درمیان باہمی رضامندی سے (قاضی یا کورٹ

۲۴۔ تفسیر ابن جریر ۲/۲۸۲، تفسیر قرطبی ۳/۱۳۷ ۔

۲۵۔ تفسیر ابن جریر ۲/۲۸۰ ـ ۲۸۱، تفسیر قرطبی ۳/۱۴۱ ۔

کی مداخلت کے بغیر) بھی ہو سکتا ہے یا شرعی پنچایت اور قاضی کی عدالت وغیرہ کے ذریعہ بھی۔ اس سلسلے میں زیادہ بہتر یہ ہے کہ خود مرد اور عورت کے طرفدار باہم مل کر اس سلسلے میں شرعی حدود کے اندر دونوں میں صلح و صفائی اور تصفیہ کرانے کی کوشش کریں۔ لیکن اگر یہ کوشش ناکام ہو جائے تو پھر ان دونوں کے درمیان طلاق یا خلع کرا دیں۔ واضح رہے کہ طلاق اگر مرد کی جانب سے ہو تو اس صورت میں مہر وغیرہ واپس لینا جائز نہیں ہے۔ ہاں اگر وہ عورت کے مطالبے پر ہو تو اس صورت میں صرف مہر واپس لے سکتا ہے، جیسا کہ تفصیل اوپر گزر چکی۔

۱۳۔ مطلّقہ عورتوں کو تکلیف نہ دی جائے۔

آیت ۲۲۹ میں جو حکم دیا گیا تھا کہ دو طلاق کے بعد یا تو مطلّقہ عورت کو معروف طریقے سے روک لیا جائے (پھر سے بیوی بنا لیا جائے) یا پھر حسن سلوک کے ساتھ رخصت کر دیا جائے۔ اس کی مزید وضاحت آیت ۲۳۱ میں کرتے ہوئے کہا جا رہا ہے کہ طلاق دے چکنے کے بعد جب مطلّقہ عورت کی عدت ختم ہونے کے قریب ہو جائے تو پھر اسے خواہ مخواہ.. تکلیف دینے کی غرض سے روکے رکھنا جائز نہیں ہے۔ مثلاً پہلے ایک طلاق دی تھی مگر جب عدت ختم ہونے کے قریب ہو گئی تو رجوع کر لیا اور پھر اس کے بعد دوسری طلاق دے دی، تاکہ عورت کی نظر میں ایک ضرر اور نقصان پہنچایا جائے۔ تو فرمایا جا رہا ہے کہ اس قسم کا اقدام اللہ کی نظر میں ایک معاشرتی گناہ اور ظلم ہے، جو اللہ کی آیات اور اس کے احکام کے ساتھ خلاف ایک مذاق سے ہے۔ لہٰذا ایک مسلمان کو کسی بھی حالت میں اللہ تعالیٰ کے احکام

خلاف ورزی نہیں کرنی چاہیئے۔

یہ آیت ایک انصاری شخص ثابت بن یسار کے بارے میں نازل ہوئی ہے، جس نے اپنی بیوی کو طلاق دی تھی۔ مگر جب اس عورت کی عدت ختم ہونے میں دو یا تین دن رہ گئے تو اس نے رجوع کر لیا مگر اس کے بعد پھر طلاق دیدی۔ چنانچہ وہ اس فعل کو اسی طرح دہراتا رہا یہاں تک کہ اس عورت پر نو ماہ گزر گئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ (وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوا ۲۵)۔

۱۴۔ اللہ کے احکام کو مذاق نہ بناؤ۔

اللہ کی آیتوں یعنی اُس کے احکام کے ساتھ مذاق مت کرو۔ (آیت ۲۳۱) یعنی اُس کے احکام ساتھ مت کھیلو۔ چنانچہ زمانۂ جاہلیت میں لوگ نکاح کرنے یا طلاق دینے کے بعد یوں کہہ دیتے تھے کہ میں تو مذاق کر رہا تھا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں صاف صاف فرمایا کہ جس نے اس طرح مذاقاً نکاح کیا یا طلاق دی تو دونوں صورتوں میں یہ بات لاگو ہو جائے گی۔ اور مختلف کتبِ حدیث و تفسیر میں اس معنی کی متعدد روایتیں مذکور ہیں۔ چنانچہ ابوداؤد میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین چیزیں ایسی ہیں جن میں سنجیدگی ہے اور مذاق بھی سنجیدگی ہے، نکاح، طلاق اور رجعت۔ ۲۷

۲۵۔ تفسیر ابن جریر ۲/۲۹۵، تفسیر درمنثور ۱/۲۸۵

۲۷۔ دیکھئے تفسیر قرطبی ۳/۱۵۷، یہ حدیث ترمذی، ابن ماجہ، حاکم اور بیہقی میں بھی مروی ہے۔ دیکھئے تفسیر درمنثور ۱/۲۸۶۔

امام بخاریؒ نے اپنی تاریخ میں حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت کیا ہے کہ چار چیزیں ایسی ہیں جو لوٹائی جائیں گی: نذر، طلاق، غلام آزاد کرنا اور نکاح۔[۲۸]

ایک اور حدیث میں مذکور ہے کہ جس نے مذاق میں طلاق دی تو وہ نافذ (لاگو) ہو جائے گی، جس نے مذاق میں غلام آزاد کیا تو وہ آزاد ہو جائے گا، اور جس نے مذاق میں نکاح کیا تو وہ بھی نافذ ہو جائے گا۔[۲۹]

بہر حال علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جس نے مذاق کے طور پر یا کھیل تماشے میں طلاق دی تو وہ پڑ جائے گی۔[۳۰]

اسی طرح بیک وقت تین یا اس سے زیادہ طلاقیں دینا بھی احکام الٰہی کے ساتھ ایک مذاق ہے۔ طلاق اصلاً ایک ایک کرکے دی جانی چاہیئے، جیسا کہ ارشاد باری ہے "الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ" (طلاق دو بار ہے) کا تقاضہ ہے۔ یعنی دو طلاقیں دو بار ہوں ایک ہی بار نہ ہوں[۳۱] جب دو طلاقیں ایک ایک بار دینا منع ہے تو ظاہر ہے کہ تین طلاقیں ایک بار دینا بھی منع ہے۔ حدیث شریف چونکہ قرآن کی شرح ہے اس لئے حدیث کی رُو سے ان ... دو بار کی طلاقوں کے درمیان کم از کم ایک ماہ کا وقفہ ہونا چاہیئے۔ لہٰذا ایک ہی مہینے میں دو بار یا تین بار، یا ایک ہی مجلس میں دو بار یا تین بار ...

۲۸۔ منقول از تفسیر درِ منثور، از علامہ سیوطی؛ ۱/۲۸۶، مطبوعہ بیروت۔
۲۹۔ مصنف عبدالرزاق، منقول از تفسیر درِ منثور ۱/۲۸۶۔
۳۰۔ تفسیر قرطبی ۳/۱۵۷
۳۱۔ حاشیہ سنن نسائیؒ از علامہ سیوطی، ۶/۱۴۳، مطبوعہ بیروت۔

یا ایک ہی لفظ میں دو بار یا تین بار طلاق دینا عزّ شرعی اور ممنوع طریقہ ہے جو در اصل احکام الٰہی کے ساتھ ایک مذاق ہے۔ اسی بناء پر نسائی کی ایک حدیث کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیک وقت تین طلاق دینے کو اللہ کی کتاب سے کھیلنا قرار دیا ہے۔ دیکھئے یہ حدیث کس طرح مروی ہے۔

محمود بن لبیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک شخص کے بارے میں خبر دی گئی کہ اس نے اپنی بیوی کو پوری تین طلاقیں دے دی ہیں تو آپ غضبناک ہو کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ کیا کتاب اللہ کے ساتھ کھیلا جائے گا جبکہ میں تمہارے سامنے موجود ہوں؟ اس پر ایک صحابی کھڑے ہو گئے اور کہا یا رسول اللہ! کیا میں اس شخص کو قتل کر دوں؟[۲۴]

علامہ سیوطی تحریر کرتے ہیں کہ اس حدیث کے ظاہری الفاظ (سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ) بیک وقت تین طلاق دینا حرام ہے۔ اور جمہور علماء (علماء کی اکثریت) کا مسلک یہ ہے اس طرح دی ہوئی تینوں طلاقیں پڑ جاتی ہیں۔[۲۵]

کیونکہ ان طلاقوں کو واقع نہ مانا جائے۔ تو پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید ناراضگی کی کوئی وجہ نہیں رہتی۔ اتنی شدید ناراضگی کو دیکھ کر ایک صحابی اس شخص کو قتل تک کر دینے کا ارادہ کر لیتے ہیں۔ اس حدیث کی مزید تشریح اگلے باب میں حدیث ۵ کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

غرض بیک وقت تین یا تین سے زیادہ طلاقیں دینا بھی آیات الٰہی (احکام خداوندی) سے کھیلنا اور ان کے ساتھ مذاق کرنا ہے جو بہر صورت لائق اجتناب ...

۲۴۔ نسائی ۶/۱۴۲، مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت

۲۵۔ حاشیہ سنن نسائی ۶/۱۴۳ (طبع مذکور)

ہے۔ تو یہ بے معنی نہیں ہوں گی۔ اور تین سے زیادہ طلاق دینے کی صورت میں صرف تین ہی واقع ہوں گی۔ باقی بے معنی قرار دی جائیں گی۔ کیونکہ کسی بھی شخص کو شرعاً صرف تین ہی طلاقیں دینے کا اختیار ہے۔ دیکھئے یہ مسئلہ حسب ذیل حدیثوں سے دو اور دو چار کی طرح کس طرح ثابت ہوتا ہے!

موطا امام مالک میں مذکور ہے کہ ایک شخص حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دی ہیں، تو آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ تین سے تو وہ مطلقہ بن گئی اور باقی ستانوے کے ذریعے تو نے اللہ کے احکام کو مذاق بنایا ہے۔[۳۴]

ایک دوسری حدیث میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مذکور ہے کہ ایک شخص نے آپ سے کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو ایک سو طلاقیں دی ہیں تو آپ نے فرمایا کہ تین سے تو وہ بائن ہو کر تم سے جدا ہو گئی اور باقی طلاقیں گناہ قرار دی جائیں گی۔[۳۵]

اس طرح کی اور بھی حدیثیں موجود ہیں۔ بہر حال اس بحث سے یہ حقیقت اچھی طرح واضح ہو گئی کہ نکاح کے "دو بول" بولنے سے وہ جس طرح منعقد ہو جاتا ہے، اسی طرح طلاق کے "دو بول" بولنے سے وہ ٹوٹ بھی جاتا ہے۔ خواہ کوئی مذاقاً بولے یا سنجیدگی سے اسی طرح اس بحث سے یہ حقیقت بھی پوری طرح واضح ہو گئی کہ نکاح اصلاً ایک معاشرتی و عمرانی معاہدہ ہے۔ جو جس طرح منعقد ہو سکتا ہے اسی طرح وہ ٹوٹ بھی سکتا ہے نتیجہ یہ کہ

۳۴۔ موطا ۲/۶۷، مطبوعہ بیروت، نیز سنن دارقطنی ۳/۱۲ مطبوعہ مصر
۳۵۔ مصنف عبدالرزاق، بیہقی، منقول از درمنثور ۱/۲۸۶

اس عراقی معاہدے کی رُو سے جس طرح ایک طلاق واقع ہو سکتی ہے اسی طرح تین طلاقیں بھی واقع ہو سکتی ہیں اور ان دونوں میں فرق جو ہے وہ صرف یہ ہے کہ ایک طلاق دینے کی صورت میں یک گونہ تعلق باقی رہتا ہے، جب کہ تین طلاق دے دینے کی صورت میں رشتۂ ازدواج پوری طرح منقطع ہو جاتا ہے۔ مگر جہاں تک ان کے وقوع کا سوال ہے تو اس کا شرعی و عقلی کسی بھی حیثیت سے یہ بات ناممکن نہیں ہے۔ بلکہ مذکورۂ بالا مباحث کی رو سے شرعی و عقلی دونوں حیثیتوں سے اس کا وقوع ثابت ہے

حاصل بحث یہ کہ تین طلاق خواہ سنجیدگی کے ساتھ دی جائیں یا مذاق کے ساتھ، جان بوجھ کر دی جائیں یا جہالت و ناواقفیت کی بناء پر وہ ہر صورت میں واقع ہو جاتی ہیں۔ اس قسم کا اقدام اگرچہ احکام خداوندی کے ساتھ ایک مذاق ہے مگر یہ فعل نہ تو لغو یا کالعدم قرار دیا جا سکتا ہے اور نہ ہی اس کا مرتکب مقررہ سزا سے بچ سکتا ہے۔

۱۵۔ حدودِ الٰہی سے تجاوز اللہ کی نافرمانی ہوگی۔

ان آیات میں جگہ جگہ اللہ کی حدوں کو قائم رکھنے اور ان سے تجاوز نہ کرنے کی سخت تاکید کی گئی ہے، اور خاص کر آیت ۲۳۱ میں بڑے بلیغ اور مؤثر انداز میں نصیحت کی گئی ہے، نیز اللہ کی نعمت سے مراد اسلام ہے جس سے اس نے اہلِ اسلام سرفراز کیا ہے اور اللہ کو حکمت سے بھرپور کتاب شریعت عطا کی ہے۔ لہٰذا اس پر از حکمت کتاب و شریعت کا تقاضا ہے کہ اللہ کے بندے اس پر صدق دل کے ساتھ عمل کریں اور اللہ کی آیات اور اس کے احکام سے نہ کھیلیں